

## صیہونیت کا انسانی زندگی کے لیے عدم احترام: پیکواچ نیفیش اور عظیم اسرائیل کی تلاش کے ساتھ تضاد

صیہونیت، جو 1948ء میں صدی کے آخر میں تھیودور ہرزل کے تحت ایک قوم پرست تحریک کے طور پر ابھری، کو اکثر یہودی عوام کے لیے آزادی کی ایک نظریہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، اس کی تاریخی رفتار ایک پریشان کن نمونہ ظاہر کرتی ہے جس میں اعمال اور بیانات انسانی زندگی یہودی اور غیر یہودی دونوں کے لیے گھرے عدم احترام کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ مضمون یہ دلیل دیتا ہے کہ صیہونیت، 1947ء کے اقوام متحده کے تقسیم کے منصوبے کو سرکاری طور پر قبول کرنے کے باوجود کبھی بھی دو ریاستی حل کی خلوص نیت سے پیر وی نہیں کی۔ اس کے بجائے، اس نے تاریخی فلسطین کی سرحدوں سے باہر تک پھیلنے والے عظیم اسرائیل کے وطن کو مسلسل آگے بڑھایا ہے۔ یہ عزائم نازی جرمی کے ساتھ تعاون، جھوٹ پر چم کے آپریشنز، بین الاقوامی سفارت کاری کے رد، اور یہودیت کے بنیادی اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزیوں کے ذریعے حاصل کیے گئے ہیں، جن میں پیکواچ نیفیش۔ انسانی زندگی کو محفوظ رکھنے کی مقدس ذمہ داری شامل ہے۔

صیہونیت کی نظریاتی بنیاد جرمی کے بلٹ انڈ بوڈن ("خون اور مٹی") قوم پرستی کی عکاسی کرتی ہے، جو زمین کو ایک سنبھلی بچھڑے۔ ایک جھوٹے خدا۔ میں تبدیل کرتی ہے، اس طرح تورات کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے کہ مسیحی کے آنے سے پہلے اسرائیل کی زمین کو زبردستی واپس نہ لیا جائے۔ اس نقطہ نظر سے، صیہونیت نہ صرف سیاسی غداری ہے بلکہ ایک دینی بدعت بھی ہے۔

## پیکواچ نیفیش کے ساتھ تضاد: یہودیت کا اخلاقی دل

یہودی اصول پیکواچ نیفیش۔ کہ انسانی زندگی کا تحفظ تقریباً تمام مذہبی احکام پر فوقيت رکھتا ہے۔ ہالا خک اخلاقیات کا ایک بنیادی ستون ہے سپید اش 27:1 ("خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا") میں جڑی ہوئی اور سانہ میدرین 5:4 میں وسعت دی گئی ("جو ایک جان بچاتا ہے... وہ گویا پوری دنیا بچاتا ہے")، تلمود کی روایت (یوما 82a) اصرار کرتی ہے کہ حتیٰ کہ مقدس ممنوعات، جیسے کہ شبت اور یوم کیپور، کو زندگی بچانے کے لیے ایک طرف رکھنا چاہیے۔

اس کے باوجود، صیہونی رہنماؤں نے اس اصول کو بار بار ریاستی تعمیر کے منع پر قربان کیا ہے۔ اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن-گوریون نے 1938 میں اس سرد حساب کتاب کو بیان کیا:

> ”اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جرمی کے تمام بچوں کو انگلینڈ لے جا کر بچایا جا سکتا ہے، اور صرف نصف کو ایرت زیر ائل منتقل کر کے، تو میں مؤخر الذکر کا انتخاب کروں گا... کیونکہ ہم نہ صرف ان بچوں کے حساب سے دوچار ہیں بلکہ یہودی عوام کے تاریخی حساب سے بھی ہیں“

(سنٹرل صیہونی آرکائیو، 419/25S)

فوری بقا پر آبادیاتی حکمت عملی کو ترجیح دینا بیکو اچ نیفیش کے ساتھ براہ راست متصادم ہے۔ یہ انسانوں جن میں سے بہت سے بچے ہیں۔ کو ایک قومی منصوبے کے آلات تک کم کر دیتا ہے، جو یہودی اخلاقیات کی بنیادی روح کو کمزور کرتا ہے۔

صیہونی فوجی آپریشنز نے اسی طرح یہودی اور عرب دونوں کی جانب کی پروانہیں کی۔ کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر بم دھماکہ (22 جولائی 1946) جو ارگون نے کیا، اس نے 91 افراد کو ہلاک کیا، جن میں 17 یہودی شامل تھے، باوجود اس کے کہ ٹیلیفون پروار نگ دی لئی تھی۔ ارگون کے جنگجوؤں نے عربوں کے بھیس میں کام کیا، جو ایک ایسی حکمت عملی تھی جس نے الجھن اور شہریوں کے لئے خطرے کو بڑھایا (برطانوی انٹلی جنس رپورٹ، 1946)۔ دیر یاسین قتل عام (9 اپریل 1948)، جو ارگون اور لیہی نے انجام دیا، اس نے 100 سے زائد عرب دیہاتیوں کو ہلاک کیا، پھر سے عربوں کے بھیس میں گھسنے کے لیے۔ دونوں واقعات حکمت عملی کے فائدے کے لیے یہودی ہلاکتوں کو قبول کرنے کی آمادگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

آج، یہ عدم احترام غزہ میں نسل کشی میں اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ اقوام متحده کے اداروں، ایمنسٹی انٹر نیشنل (5 دسمبر 2024) اور ڈاکٹر زود آؤٹ بارڈرز (11 جولائی 2025) کے مطابق، 40,000 سے زائد فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں۔ غزہ کی 80 فیصد سے زیادہ بنیادی ڈھانچہ تباہ ہو چکا ہے (وکی پیڈیا، ”غزہ نسل کشی“، 17-07-2025)، اور 1.9 ملین افراد بے گھر ہو چکے ہیں (UN OCHA، 2025)۔ ایسی تباہی بیکو اچ نیفیش کی حکم کھلا خلاف ورزی کرتی ہے، جو علاقائی اور نظریاتی مقاصد کے لیے انسانی زندگی کی منظم کم قدری کو عکاسی کرتی ہے۔

## دوسرا یاستی حل کا رد: عظیم اسرائیل کا دیر پا ہدف

اگرچہ یہودی ایجنسی نے 1947 کے اقوام متحده کے تقسیم کے منصوبے کو عوامی طور پر قبول کیا تھا، صیہونی قیادت اسے ایک حکمت عملی کی رعایت کے طور پر دیکھتی تھی۔ بین-گوریون نے ووٹنگ کے چند دن بعد کہا:

> ”منصوبہ کی قبولیت ایک حکمت عملی کا قدم اور پورے فلسطین پر مستقبل کی علاقائی توسعہ کا ایک نقطہ آغاز ہے۔“  
(وکی پیڈیا، ”اقوام متحده کا فلسطین کے لیے تقسیم کا منصوبہ“، 02-07-2025)

ریویو نسٹ صیہونی، جیسے زیف جوٹسکی، زیادہ واضح تھے۔ 1935 میں، بیتار کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے، انہوں نے اعلان کیا:

> ”ہمیں فلسطین میں ایک لوہے کی دیوار بنانی چاہیے، اور اگر کمزوریانا اہل اسے توڑنے سکیں، تو انہیں پچھے چھوڑ دینا چاہیے۔“  
(جوٹسکی آرکائیو، 1/12/2)

اقوام متحده کے ثالث کاؤنٹ فالکے برناڈوٹ کا لیہی کے ہاتھوں 17 ستمبر 1948 کو قتل۔ کچھ علاقوں کو عرب کنٹرول میں واپس لرنے کی تجویز کے فوراً بعد نے صیہونیوں کے پر امن بقاء بناہی کے رد کو مزید واضح کیا۔ برناڈوٹ نے ہولوکاست کے دوران ہزاروں یہودیوں کو بچایا تھا۔ تاہم، چونکہ ان کی سفارت کاری عظیم اسرائیل کے وژن میں مداخلت کر رہی تھی، اسے قتل کر دیا گیا۔

بہ عزائم آج بھی بستیوں کی توسعی، فلسطینی زین کی الحاق، اور فوجی غلبہ کے ذریعے جاری ہیں۔ 1967 سے، فلسطینی علاقہ بستیوں کی وجہ سے 40 فیصد سے زیادہ کم ہو چکا ہے (کارنیگی انڈومنٹ، 2024)، اور غزہ کی تباہی اب فتح کے نقشے کو مکمل کرتی ہے۔

## جھوٹ پر چم کے آپریشن: بیانیہ کنٹرول کے لیے زندگیوں کی قربانی

صیہونی گروہوں نے بین الاقوامی رائے عامہ کو ہیر پھیر کرنے اور عربوں پر الزام لگانے کے لیے بار بار جھوٹ پر چم کی حکمت عملی استعمال کی۔ ارگون کا گنگ ڈیوڈ ہوٹل پر بم دھماکہ، جس میں عربوں کے روپ میں ایجنت شامل تھے، برطانوی انٹلی جنس نے دستاویزی کیا (برطانیہ کا قومی آرکائیو، 1946)۔ جولائی 1947 میں، ارگون نے دو برطانوی سارجنس کی پھانسی کے دوران عربی زبان کے نشانات نصب کیے تاکہ عربوں پر الزام لگایا جاسکے (MI5 فائلز، 2006)۔ لاون افیئر (1954) نے اس نمونے کو بڑھایا: مصر میں اسرائیلی ایجمنٹس، عربوں کے روپ میں، برطانوی- مصری تعلقات کو سبوتاڑ کرنے کے لیے مغربی اہداف پر بمباری کی۔ چار ایجنت ہلاک ہوئے، اور آپریشن کے نتائج سے تقریباً سفارتی تباہی ہوئی (وکی پیڈیا، ”لاون افیئر“، 01-04-2025)

بہ واقعات عرب اور یہودی دونوں کی جانوں کے تین بے حسی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں اموات کو بیانیہ کو آگے بڑھانے کے لیے حکمت عملی کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ یہی حکمت عملی آج ظاہر ہوتی ہے جب اسرائیل غزہ میں ہر ماحمت کو ”دہشت گردی“

کے طور پر لیبل کرتا ہے، حتیٰ کہ اقوام متحده کے پناہ گاہوں اور امدادی مقامات پر شہریوں کو نشانہ بناتے ہوئے، متأثرین کو خطرہ بنانے کرتا ہی کو جائز قرار دیتا ہے۔

## نازی جرمنی کے ساتھ تعاون: صیہونیت کا اصل گناہ

شاید پیکواچ نیفیش کے ساتھ سب سے زیادہ مذموم تضاد صیہونیت کے نازی جرمنی کے ساتھ ابتدائی تعاون میں مضمرا ہے۔ ہوا را معابدہ (25 اگست 1933)، جو جرمنی کی صیہونی فیڈریشن اور نازی رژیم کے درمیان دستخط کیا گیا، نے 50,000 سے زائد یہودیوں اور ان کے اٹاؤں کی فلسطین منتقلی کی سہولت دی۔ اس نے امریکی یہودی کانگریس اور دیگر کے ذریعہ اعلان کردہ جرمنی کے عالمی یہودی بائیکاٹ کو مؤثر طریقے سے توڑ دیا (ڈیلی ایکسپریس، 24 مارچ 1933: ”یہودیہ نے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا“)۔

صیہونی رہنماؤں نے اجتماعی بچاؤ پر نوآبادیاتی ترجیح دی۔ یہودی ایجنسی کے بچاؤ کمیٹی کے سربراہ یتھاک گروبام نے 1943 میں لہما:

> ”اگر ہم یورپ سے یہودیوں کو بچانے کے لیے فنڈز کو موڑ دیتے ہیں، تو ہم فلسطین میں صیہونی منصوبے کو کمزور کریں گے۔ اسرائیل کی سر زمین پر ایک گانے پولینڈ کے تمام یہودیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔“ (یادو شم آرکائیو، 23/2/M-2)

یہ افادی حساب کتاب۔ ایک مستقبل کی ریاست کے لیے لاکھوں کی قربانی۔ ایک ہی زندگی کی لامتناہی قدر کے بارے میں یہودی تعلیمات کے براہ راست مخالف ہے۔

## بی ڈی ایس، دی ہیگ گروپ، اور ایک عصری اخلاقی حساب کتاب

1933 کے بائیکاٹ کی ہوا را کے ذریعہ خیانت، بوانکاٹ، ڈی ویسٹمنٹ، اور سینکشنز (بی ڈی ایس) تحریک کی مخالفت میں ایک جدید بازگشت پاتی ہے۔ بی ڈی ایس، جواب اقوام متحده کے رپورٹروں، ایمنسٹی انٹر نیشنل، اور ڈاکٹر زود آؤٹ بارڈرز کے ذریعہ غزہ میں نسل کشی کی روشنی میں حمایت یافتہ ہے، کا مقصد قبضہ اور اپارٹھائیڈ کا خاتمہ ہے۔ دی ہیگ گروپ کی 16 جولائی 2025 کی پابندیوں۔ جن میں ہتھیاروں کی پابندی اور بندرگاہ کی پابندیاں شامل ہیں۔ پہلا بڑا بین الاقوامی نفاذ کا میکانزم ہے۔ جلد 1933 کا بائیکاٹ ریاستی حمایت سے محروم تھا اور صیہونی تعاون سے سبوتاش کیا گیا تھا، بی ڈی ایس اب بین الاقوامی قانونی ڈھانچوں سے

تعویت یافتہ ہے۔ تاہم، امریکہ ہر سال اسرائیل کو 3.8 بلین ڈالر کی فوجی امداد بھیجا رہتا ہے (2025 بجٹ) اور بین الاقوامی فوجداری عدالت کے پر اسیکیوٹر اور کچھ ججوں کے ساتھ ساتھ مقبوضہ فلسطینی علاقوں کے لیے اقوام متحده کی خصوصی رپورٹر فرانسیسکا البانیس پر پابندیاں عائد کر چکا ہے، جو بنیادی اخلاقیات اور جیو پولیٹیکل مفادات کے درمیان ایک اخلاقی تعطل کو ظاہر کرتا ہے۔

## دینی پابندی: زمین کو زبردستی والپس لینا بت پرستی کے طور پر

تورات یہودیوں کو مسیح کے آنے سے پہلے اسرائیل کی زمین کو زبردستی والپس لینے سے منع کرتی ہے۔ یہ میاہ 29:7 حکم دیتا ہے: > ”اس شہر کی امن اور خوشحالی کی تلاش کرو جہاں میں نے تمہیں جلاوطن کیا ہے... کیونکہ اگر وہ خوشحال ہوا، تو تم بھی خوشحال ہو گے۔“

یہ تعلیم کیتوبوت 111a میں ”تین قسموں“ کے طور پر کوڈیغائی کی گئی ہے:

1. یہودی زمین پر ”دیوار کی طرح“ (یعنی زبردستی) نہیں چڑھنا چاہتیں۔
2. وہ قوموں کے خلاف بغاوت نہیں کرنا چاہتیں۔
3. قویں اسرائیل کو ضرورت سے زیادہ ظلم نہیں کرنا چاہتیں۔

راشی اور بہت سے دانشوروں نے ان قسموں کو قبل از وقت خود مختاری کی والپسی پر پابندی کے طور پر تعبیر کیا، خبردار کیا کہ ایسی نافرمانی الہی سزا کا باعث بنے گی۔ ربی جو نل ٹیلیبلام نے وایوئیل مو شے میں صیہونیت کو بدعت قرار دیا اور خبردار کیا کہ یہ تباہی کا باعث بنے گی۔

صیہونیت کی ان قسموں کی خلاف ورزی قومی خواہشات کو دینی جرم میں بدل دیتی ہے۔ جیسے اسرائیلیوں نے خروج 32 میں سنبھلی بچھڑے کی پوجا کی۔ الہی وقت کے تبادل کی تعمیر کی۔ صیہونیت تشدد اور خون کے ذریعے ایک قبل از وقت ”نجات“ بناتی ہے۔ ”عظم اسرائیل“ کی نظریہ بلٹ انڈ بوڈن قوم پرستی کی عکاسی کرتی ہے: یہ عقیدہ کہ شناخت خون کی نسلوں اور علاقوں غلبہ سے اخذ ہوتی ہے (Marxists.org, ”Blut und Boden“)۔

اس طرح، صیہونیت پیکو اچ نیفیش کو ترک کر دیتی ہے، زندگی کی تقدیم کو زمین کی بت پرستی سے بدل دیتی ہے۔

## نتیجہ: صیہونیت کی اخلاقی اور دینی ناکامی

صیہونیت کی تاریخ—اس کے نازیوں کے ساتھ تعاون، پر امن سفارت کاری کے رد، جھوٹے پرچم کے آپریشنز، اور انسانی زندگی کے لیے حکمت عملی سے عدم احترام کے ذریعے—یہودی اخلاقیات کے ساتھ گہری خیانت کی تشكیل دیتی ہے۔ اس کی نظریاتی جہڑیں تورات کی طرف سے مذمت کردہ قوم پرستانہ بہت پرستی کی عکاسی کرتی ہیں۔ پیکو اچ نیفیش کی خلاف ورزیاں۔ بین۔ لوریوں کے سرد حسابات سے لے کر غزہ میں نسل کشی تک۔ یہودیت کے اخلاقی بنیادی ڈھانچوں کو کمزور کرتی ہیں۔

تورات کے مطابق، حقیقی یہودی نجات فتح کے ذریعے نہیں، بلکہ عاجزی، انصاف، اور الہی وقت کے ذریعے آتی ہے۔ اس وقت تک، زندگی کا تحفظ۔ زین کا نہیں۔ سب سے اعلیٰ حکم ہونا چاہیے۔